

## مقدس مہینے کا احترام!

انجیلا مرکل جرمنی کی چانسلر ہیں۔ انتہائی مضبوط اور طاقتور طریقے سے ملک پر حکومت کرنے والی شخصیت۔ کافی عرصے سے منتخب ہونے والی یہ خاتون انتہائی بے باک اور غیر متعصب ہے۔ مرکل یقیناً مسلمان نہیں ہے۔ اسکے خاندان میں کوئی بھی مسلمان نہیں ہے۔ مگر اس نے گزشتہ رمضان سے ایک سرکاری حکم نامہ جاری کیا ہے۔ تمام مارکیٹیں اور ہوٹل جنکے مالک مسلمان ہیں اور جہاں لوگ سحر اور افطار کیلئے جاتے ہیں، ان تمام پرائیکس ختم کر دیا ہے۔ اس میں فروخت ہونے والی تمام اشیاء ایک دم سستی ہو گئی ہیں۔ جہاں تک معیار کا تعلق ہے، وثوق سے عرض کر سکتا ہوں کہ ہمارے ملک میں اکثریت فروخت ہونے والی جعلی اشیاء سے وہ تمام کھانے پینے کی چیزیں انتہائی خالص اور بلند معیار کی ہیں۔ جرمنی ایک سیکولر ملک ہے۔ ہمارے اکثریت علماء کے نزدیک ایک کافر ملک، جسے دار الحرب بھی کہا جاسکتا ہے۔ مگر آپ غیر متعصب رویے کا توازن دیکھیے کہ اس ملحد معاشرے میں مسلمان شہریوں کا آزد خیال کیا جاتا ہے اور انکے مقدس مہینے یعنی رمضان میں ہر سہولت باہم پہنچائی جاتی ہے۔ کیا مسلم ممالک میں اس طرح کا طریقہ روا رکھا جاتا ہے۔ اسکے علاوہ چانسلر مرکل ہر برس ایک افطاری میں شریک ہوتی ہے۔ اس میں تمام دیگر مذاہب کے لوگ بھی آتے ہیں۔ مرکل نے ایک ایسی ہی افطاری میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اسلام ایک عظیم مذہب ہے۔ مسلمانوں کی واضح اکثریت امن پسند اور بہترین شہری ہیں۔ انکا دہشت گردی سے کوئی تعلق نہیں۔ پچھلے برس افطار پر چانسلر مرکل کی میز پر حجاب میں ملبوس خواتین بڑے آرام اور تسلی سے کھانا کھا رہی تھیں۔ دوبارہ عرض کرونگا، یہ ایک غیر مسلم ملک کی حقیقی تصویر ہے۔

وال مارٹ ایک امریکی سٹور کی بین الاقوامی کمپنی ہے۔ پوری دنیا میں اسکے تینیس لاکھ ملازمین ہیں۔ ہر سال اس کمپنی میں تقریباً پانچ سو ارب ڈالر کی اشیاء فروخت کی جاتی ہیں۔ والٹن خاندان کی ملکیت میں یہ کمپنی ایک تجارتی جن بن چکا ہے۔ رمضان آنے سے چند دن پہلے اس کمپنی نے اپنے ہر سٹور پر ایک خصوصی کونہ بنایا ہے۔ اس میں مقدس مہینے کے اعتبار سے کھانے پینے کی تمام اشیاء رکھی گئی ہیں۔ آپ حیران ہونگے کہ تمام اشیاء کی قیمتوں میں پچیس سے تیس فیصد کمی کر دی گئی ہے۔ آپکو ہر چیز معیاری ملے گی۔ وہ بہترین معیار جسکا ہمارے جیسے ملک میں تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ رمضان کے پورے مہینے کھانے پینے کی تمام اشیاء انتہائی کم قیمت پر میسر ہیں۔ یہی صورت لندن میں مختلف سٹوروں پر ہے۔ وہاں بھی خورد و نوش کی اشیاء کم داموں پر دستیاب ہے۔ ان کمپنیوں کے مالکان میں سے کوئی بھی مسلمان نہیں۔ ہم ان ملحد اور کافر لوگوں کے اس نیک کام کی بالکل تشہیر نہیں کرتے۔ ہماری اکثریت تو ان لوگوں کو جہنمی گردانتی ہے اور دل ہی دل میں ان سے کدورت بھی رکھتی ہے۔

چند برسوں سے اس مقدس مہینہ میں ہمارے ٹی چینلز پر جو کچھ ہو رہا ہے، اس میں توازن، اعتدال اور تہذیب، کچھ بھی نہیں ہے۔ نوحہ نہیں لکھنا چاہتا۔ اشتہاری مہم میں ٹی وی پر افطاری اور سحری کے شوز میں جو کچھ دکھایا جا رہا ہے، مجھے بہت عجیب سا لگ رہا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ میں مکمل طور پر غلط ہوں۔ مگر اس بلا کی اشتہار بازی ہے جسکا کوئی جواز نہیں ہے۔ درست ہے کہ تجارتی اداروں کو اپنی

اشیاء فروخت کرنی ہیں۔ مگر رمضان کی آڑ میں جس طرح اپنی اشیاء کے متعلق پروڈیگینڈ کیا جا رہا ہے، وہ رمضان کی روح کے خلاف بھی ہے اور دیکھنے والوں کیلئے باعث آزار بھی۔ حیرت یہ ہے کہ مذہب کو اپنی چیزیں بیچنے کیلئے استعمال کیا جا رہا ہے اور کسی کے کان پر جوں تک نہیں رینگ رہی۔ چند مثالیں دینا چاہتا ہوں۔ کسی کمپنی کا نام نہیں لکھونگا۔ اسلیے کہ منافع کی دوڑ میں تمام لوگ آپے سے باہر ہو چکے ہیں۔ بلکہ پاگل پن کی حدوں کو چھو رہے ہیں۔ ایک کولا کمپنی کے مشروب کا اشتہار غور سے دیکھیے۔ ایک بچی خالی بوتلوں کو اکٹھا کرتی ہے۔ اس میں بلب لگاتی ہے۔ پھر جنگل میں ایک ترتیب سے لگا دیتی ہے۔ بجلی کے قتموں سے ویرانے کا ایک حصہ روشن ہو جاتا ہے۔ یہ سب کچھ کرنے کی وجہ بھی بہت خاص ہے، کہ بچی کا والد یا چچا گھر آتے ہوئے راستہ بھول جاتا تھا۔ لہذا اسے گھر کے راستے کی پہچان اس کولا کمپنی کی خالی بوتل اور اس میں مقید بلب سے ہوتی ہے۔ پھر اسی روشنی میں انتہائی خشوع و خضوع سے نماز بھی ادا کی جاتی ہے۔ آپکو شاید اس اشتہار میں کچھ بھی معیوب نہ لگے۔ مگر یہ تو صاف نظر آ رہا ہے کہ ایک مشروب ساز ادارہ ہر قیمت پر اپنی کولا کو بیچنا چاہتا ہے۔ تجارتی مقصد کیلئے مذہبی اور سماجی جذبات استعمال کیے گئے ہیں۔ کوئی ہرج نہیں کہ آپ اپنی مشروب کو بیچنے کی مہم جوئی کریں، مگر کیا روزہ اور ہماری عبادت کو کمرشل زاویہ سے پیش کرنا درست ہے۔ جواب آپ پر چھوڑتا ہوں۔ دوسرا اشتہار دیکھیے۔ ایک بچہ سحری کے وقت دیکھتا ہے کہ اسکے نزدیک گھر میں بتی نہیں جل رہی۔ وہاں ایک بوڑھا انسان سویا دکھایا گیا ہے۔ بچہ سحری کا سامان لیکر اس بزرگ کے گھر دوڑ کر جاتا ہے۔ اپنے کپڑے بھی گندے کر لیتا ہے۔ بزرگ کے کان میں آواز کا آلہ لگا کر اسے جگاتا ہے اور پھر سحری کی چیزیں دے دیتا ہے۔ یہ ایک خالصتاً نیک سا پیغام لگتا ہے۔ معصوم سی حرکت۔ پر پھر بتایا جاتا ہے کہ گندے کپڑے فلاں پاؤڈر سے دھونے چاہیے۔ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ واشنگ پاؤڈر کی کمپنی ہمارے مذہب کے ایک جزو کو کس طرح اپنے تجارتی مقصد کیلئے استعمال کر رہی ہے۔ اس کا دوسرا مطلب تو یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اگر کپڑے خراب ہو جائیں، تو صرف اسی واشنگ پاؤڈر سے دھلوانا ایک نیکی ہے۔ نیکی، پاؤڈر اور روزہ کو کس طرح استعمال کیا جا رہا ہے۔ افسوس کے علاوہ کیا کیا جاسکتا ہے۔ اب آپ گھی، روغنی تیل اور کھانے کی اشیاء کے اشتہارات کی طرف آئیے۔ افطار سے پہلے ڈائننگ ٹیبل پر درجنوں قسم کے کھانے سجائے جاتے ہیں۔ طرح طرح کی مرغن غذائیں اہتمام سے روزے داروں کو دکھائی جاتی ہیں۔ کیا ہمارے ملک کے ہر گھر میں واقعی افطار پر اتنے کھانے بنائے جاتے ہیں۔ کیا یہ مبالغہ نہیں۔ اگر چند فیصد امیر لوگ افطار کے وقت درجنوں کھانے بنوا بھی سکتے ہیں تو اس میں تشہیر کیوں شامل کی جائے۔ پہلا رد عمل تو یہ، کہ متوسط طبقے کے لوگ اور غریب لوگ، جو یہ ساری چیزیں خرید نہیں سکتے، انکے دل پر کیا گزرتی ہوگی۔ ایک غریب بچہ یا بچی جب اشتہار میں افطار اور سحر کے وقت ان گنت کھانوں کو دیکھتا ہے، تو اس کے دل میں احساس محرومی کے جذبہ کا کون ذمہ دار ہے۔ ہاں ایک انتہائی اہم بات، روزہ تو سادگی کا سبق دیتا ہے۔ اتنی پر تعیش طریقے سے افطار کا جواز کیا ہے۔ اس سے سادگی کے عنصر کی کس بے دردی سے نفی ہوتی ہے۔ اس مسئلہ پر علمائے دین کو غور کرنا چاہیے۔ طالب علم کی نظر میں تو جو بھی حرکت روزے کے بنیادی مقصد سے توجہ ہٹا دیں، اسکو ترک کرنا چاہیے۔ روزہ تو صبر، شکر، سادگی اور قربانی کا دوسرا نام ہے۔ معلوم نہیں، کہ درجنوں کھانے دکھا کر ہم کس طرح رمضان کو خوش آمدید کر رہے ہیں۔

اب ایک نازک مسئلہ کی طرف آتا ہوں۔ ہو سکتا ہے یہ میرے لیے مسئلہ ہو اور آپ بالکل مطمئن ہوں۔ مگر یہ افطار اور سحر کے وقت

ٹی وی ٹاک شوز کے متعلق ہے۔ پہلی گزارش تو یہ ہے کہ یہ درست ہے کہ میڈیا پیسہ کمانے کی مشین ہے۔ میڈیا پیسوں کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ مگر روزہ کے اختتام اور آغاز میں اکثر ایسے حضرات اور خواتین کا مذہبی علم انتہائی محدود درجے کا ہے۔ صاف نظر آتا ہے کہ انہیں ہمارے عظیم مذہب کی فکری اساس، قرآن مجید اور احادیث مبارکہ کا بھرپور ادراک نہیں۔ انہیں دینی معاملات کا قطعاً کوئی علم نہیں۔ مگر وہ بے دھڑک ان نازک معاملات پر بھی ڈٹ کر بولتے ہیں۔ جس پر دینی علماء بھی بات کرتے ہوئے بارہا سوچتے ہیں۔ چلیے آپ اس مسئلہ کو بھی نظر انداز کر دیجئے۔ ماہ رمضان سے پہلے کا اشتہار دیکھتے ہیں تو خاتون کسی موبائل فون یا کسی اور چیز کے اشتہار میں رقص فرما رہی ہوتی ہیں۔ رمضان آتے ہی ان شوز میں سر پر دوپٹہ لیے، پاکیزگی کا نمونہ بنی بندو نصیحت فرما رہی ہوتی ہیں۔ طالب علم کے نزدیک شرافت، پاکیزگی اور نیکی کوئی فلم یا ڈرامہ نہیں، جس میں اداکاری کے جوہر دکھانے چاہیں۔ مگر حقیقت یہی ہے کہ یہ کسی ڈرامے کی اداکاری کی طرح رمضان شو کرنے میں مصروف نظر آتے ہیں۔ قطعاً گناہ یا ثواب کے زاویہ سے عرض نہیں کر رہا، گناہ گار قرار دینے کا اختیار صرف اور صرف خدا کو ہے۔ مگر نیک نظر آنے کیلئے ایک خاص حلیہ بنالینا، پتہ نہیں یہ کیا ہے۔ پھر آپ ملبوسات کی طرف آئیے۔ ہزاروں روپے کے بیش قیمت جوڑے بدل بدل کر پہنے جاتے ہیں۔ بھرپور طریقے سے دکھاوا کیا جاتا ہے۔ معلوم نہیں، اس سب کچھ کو کیا کہا جائے۔ مگر یہ روزے کے فلسفہ سادگی اور قناعت کے منافی نظر آتا ہے۔ کیا ہمیں دین و مذہب اب نوٹسکی کرنے والے سکھائیے۔ مگر عملی طور پر یہی ہو رہا ہے۔ یہ سلسلہ کہاں تک جائیگا، سوچتے ہوئے بھی عجیب سا احساس ہوتا ہے۔

ایک اور پہلو پر نظر دوڑانا ضروری ہے۔ کیا صرف اور صرف رمضان کے مقدس مہینے میں ہی نیکیاں کرنا مقصود ہے۔ کیا باقی گیارہ مہینے کسی اہمیت کے حامل نہیں۔ اسلام میں تو ایک مخصوص رویے کا حکم ہے جو پورا سال جاری رہتا ہے۔ درست ہے کہ اس مقدس مہینے میں خدا کی خصوصی رحمت ہوتی ہے۔ مگر اسلامی طرز عمل تو پوری عمر کیلئے صائب ہے۔ صرف ایک ماہ کیلئے نہیں۔ مگر ایسے بتایا جا رہا ہے کہ صرف نیکی اسی مہینے کا خاصہ ہے۔ یہ عنصر بھی میڈیا اشتہارات کے ذریعے کاروباری طریقے سے اُجاگر کیا جا رہا ہے۔

ہمارے تاجر اور دکاندار حضرات اس مہینے میں لوگوں کو مہنگائی کے کوڑے مارتے ہیں۔ انہیں کوئی روکنے والا نہیں۔ کوئی ٹوکنے والا نہیں۔ یہاں کوئی جرمن چانسلر نہیں جو ایک مہینے کیلئے کھانے پینے کی چیزوں پر ٹیکس ختم کر دے۔ یہاں کوئی وال مارٹ کے مالکان جیسا تاجر نہیں، جو غیر مسلم ہونے کے باوجود، اشیاء خورد و نوش میں معیار برقرار رکھتے ہوئے قیمت کو حیرت انگیز حد تک کم کر دے۔ یہاں دکھاوے کے طور پر اگر قیمت کم کر بھی دی جاتی ہے تو معیار تکلیف دہ حد تک گرا دیا جاتا ہے۔ ہم لوگ انتہائی منافقت سے اس مقدس مہینے میں ایک دوسرے کی جیبیں کاٹنے میں مصروف ہیں۔ یہ تو نیک، پاک فرشتوں کا ملک ہے۔ یہ زمینی فرشتے ناجائز منافع کیلئے اس مقدس مہینے کے احترام تک کو بازار میں بیچنے کی بھرپور کوشش کر رہے ہیں۔ بتایا گیا ہے کہ اس مہینے میں شیطان بند کر دیے جاتے ہیں۔ مگر سوال ہے کہ پھر ایسا دنیٰ رویہ کیوں ہے؟